بسم اللہ الرحمن الرحیم | دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی کو ظاہر کر دیگا | نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھویں کا ہی چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

اِنّ اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون

عکس ... مہر ... کا

طلع البدر علینا من ثنیّات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للّٰہ داع

ای جہاں منتظر خوش باش کہ دن لستان
مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

البدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

قیمت سالانہ عہ

نمبر ۱ | ہر ایک ماہ کی انگریزی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے | جلد ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام او
مہر او با شیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبرہائی معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
ہیچ ہمہ از جان و دل ایمان ماست

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
بادہ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
زو شد سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خداست
ہر کہ انکاری کند از اشقیاست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسول کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست
آنچہ از حضرت احمدیست آ
معجزات انبیاء و سابقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم بریں از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکر آن مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش با یقین
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا **دوم** یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُنکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے **سوم** یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ تمّ

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہٗ ورسولہ ۳ بار۔ آج میں **احمد** کے ہاتھ پر اُن تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا۔ **استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ**۔ (۳ بار) **رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت** اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ✦

پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں

نوٹ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا۔ دسمبر ۱۹۰۳ء تک ۱۵ سال ہوئے ہیں۔ چونکہ اسکے معنوں کے ساتھ اس چار دہم سالگی یادگار میں ہم آپ کی فتح و نصرت کا زمانہ قادیان سے ...

حضرت مسیح موعود کا نزول لاہور مین

باعث تقریب — حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تقریب کہ مقدمات کی پیشی کے لئے چونکہ بار بار گورداسپور جانا پڑتا ہے۔ اور اس طرح آئے دن یا رکاب رہنے اور پھر خصوصاً بارش کا موسم ہونے سے سفر کے مصائب اور تکلیفات بہت درجہ بڑھ جاتی ہیں۔ یہ تجویز فرمایا تھا۔ کہ جب تک مقدمات کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ معہ اہل بیت کے گورداسپور میں ہی قیام کیا جاوے۔ ۱۸ تاریخ کو مقدمہ کی پیشی تھی۔ اوسمان کے بعد عدالت نے ۵ ستمبر کا دن سماعت مقدمہ کے لئے تجویز کیا۔ چونکہ یہ ایک لمبا وقفہ تھا۔ اس لئے خدا معلوم کون سے ایسے محرکات پیدا ہوئے۔ جنکی وجہ سے اس مجسم رحم اور کرم انسان نے ارادہ کیا۔ کہ لاہور چلکر تشنگان آب ہدایت کو پند و نصایح کا جام پلایا جاوے۔ اور خواب غفلت میں مدہوش سونے والوں کو بیدار کر کے اس شاہی خطاب سے باخبر کیا جاوے۔ جو کہ طاعون کے رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور اس حقیقی معبود اور مسجود کی یاد دلائی جاوے۔ جس کو فانی لذات کی عارضی حلاوت کی وجہ سے لوگ فراموش کر بیٹھے ہیں۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ سال گذشتہ کے آخری حصہ میں چونکہ حضرت مسیح موعود نے ابتدا ہی سے تجویز فرمایا تھا۔ کہ پنجاب کے بڑے بڑے بلاد و امصار میں سفر کر کے وہاں منہاج نبوۃ پر بذریعہ تقریروں کے تبلیغ اور اتمام حجۃ کی سنت کو پورا کیا جاوے۔ اور ان مقامات کے لاہور بھی دار السلطنت پنجاب ہونے کی وجہ سے ایک اعلیٰ درجہ کا ممتاز شہر تھا۔ اس لئے آپ کے اس ارادہ کو پورا کرنے کے لئے یہ تقریب پیدا ہو گئی۔

روانگی و منزل مقصود — آپ ۲۰ اگست ۱۹۰۴ء کو سب سے اول ٹرین میں گورداسپور سے معہ اہل بیت روانہ ہوئے۔ بٹالہ اور امرتسر وغیرہ سے بعض اصحاب نے معیت اختیار کی۔ امرتسر کے سٹیشن پر وہاں کی احمدی جماعت اور ایک کثیر گروہ دوسرے معززین کا حضور کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہونے کو موجود تھا۔ دو گھنٹہ کے قریب ٹرین وہاں ٹھہری۔ جبکہ لوگ جا جا کر مصافحہ اور ملاقات کرتے رہے۔ دو بجے سے پیشتر لاہور کے سٹیشن پر پہنچے۔ دور سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا کل پلیٹ فارم آدمیوں سے پر ہے۔ اور پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں۔ احمدی جماعت کے علاوہ سٹیشن کا عملہ جسمیں انگریز اور ہندو اور مسلمان وغیرہ اور دیگر معززین و عوام الناس لاہور جو کہ زیارۃ کے مشتاق تھے۔ پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ سب سے اول مستورات کو گاڑیوں پر سوار کر کے زیر اہتمام حکیم نور محمد صاحب احمدی پروپرائٹر کارخانہ ہمدم صحت لاہور قیام گاہ پر پہنچا دیا گیا۔ اسکے بعد خود حضرت مسیح موعود اور آپکے دیگر اصحاب کبار گاڑیوں میں سوار ہوئے۔ آپکی گاڑی بہت آہستہ آہستہ قدم بہ قدم اس لئے چلتی تھی۔ کہ تا کہ ان لوگوں کو جو کہ حسن عقیدت اور محبت کی وجہ سے پاپیادہ ہمراہ آرہے ہیں۔ تکلیف نہ ہو۔

جائے قیام — حضور کے قیام کے لئے اس دفعہ میاں معراج الدین عمر احمدی رئیس و ٹھیکدار لاہور (۔ ۔ ۔) کا ایوان تجویز ہوا تھا۔ جو کہ حال ہی میں دہلی دروازہ کے باہر تعمیر ہوا ہے۔ لیکن چونکہ مطلق یہ عمارت کل مہمانوں کی آسایش کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے میاں چراغ الدین صاحب احمدی رئیس لاہور کا ایوان مسمے مبارک منزل اور آپکی دیگر وسیع عمارات کا ایک بڑا حصہ بھی مہمانداری کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مبارک منزل وہ ایوان ہے۔ جہاں حضرت مسیح نے سفر جہلم کیوقت قیام فرمایا تھا۔ اور اس خوشی کی تقریب پر مالکان مکان نے اس کا یہ نام انتخاب کیا تھا۔

سفر جہلم کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے ہم نے یہ لکھا تھا۔ کہ اس موقعہ پر جو دعوت لاہور میں حضرت اقدس اور آپکی جماعت کو دیگئی تھی۔ وہ جماعت لاہور کیطرف سے تھی۔ یہ ہماری غلطی تھی۔ ہمیں پیچھے معلوم ہوا۔ کہ اس کا کل اہتمام صرف میاں چراغدین کیطرف سے تھا۔

یہ ہر دو عمارات جن کو حضرت مسیح موعود کے فرودگاہ ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ ریلوے سٹیشن کے قریب دہلی دروازہ کے باہر شاہ محمد غوث صاحب کی مزار کے قریب واقع ہیں۔ اور انکے تعمیر ہو جانے سے احمدی مسافروں کی وہ تکلیفات جو کہ لاہور میں عارضی قیام یا آمد و رفت کی وجہ سے پیش آتی تھیں۔ یک قلم رفع ہو گئیں ہیں۔ چونکہ میاں چراغدین صاحب کی عمارت پہلے سے تعمیر شدہ ہے۔ اس لئے وہ ابنائے سبیل کیلئے منتوں سے خیر کثیر حاصل کرنیمیں سبقت لیگئی ہوئی ہے۔

سفر میں اہل بیت کی ہمراہی — بعض کم ظرف اور تنگ خیال کے لوگوں نے اس امر پر اعتراض کیئے۔ کہ سفر میں بھی عورتوں کے جھگڑے کے سوا ان سے رہا نہ گیا۔ یہ انکی نادانی ہے۔ جن لوگوں نے چشمۂ نبوت کے آب حیات سے کوئی جرعہ نوش کیا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ سرور انبیاء اور اُمت محمدیہ کے ابو الانبیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا۔ کہ ایسے موقعہ پر اہل بیت کو ہمیشہ ہمراہ رکھتے۔ چنانچہ اسی اتباع میں آپکے خدام والاشان مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر بی۔ اے مرزا خدا بخش صاحب اور دیگر اصحاب کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے۔ اور جب حکیم نور الدین صاحب و مولانا عبد الکریم صاحب اور عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے نام حضرت کا فرمان لاہور آنے کے لئے پہونچا۔ تو اُسی سنت نبوی کے اتباع میں سہ اصحاب معہ اہل بیت کے رونق افروز لاہور ہوئے ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی ہوئی کہ سیالکوٹ سابق بالخیر جماعت نے بھی اس سفر میں اسی سنت پر عمل درآمد کیا۔ (باقیست)

احمدی ڈرافسمینوں سے ضروری التماس

نمبر ۲۴ سے البدر میں ایک خاص نقشہ ٹائیٹل پیج کا دیا جا رہا ہے۔ محض قیاسی طور پر یہ بدر میدان کا خاکہ ہے اگرچہ اسے بعض اصحاب نے پسند فرما کر تاکید کی ہے۔ کہ اسے نہ بدلا جاوے۔ لیکن چونکہ اسکی تیاری کیلئے ایک نقشہ نویس کاتب کیطرف درست ہے۔ جس کا ملنا محال ہے۔ اس لئے میری رائے ہے۔ کہ ایک خوش نما اور دل پسند ایسا نظارہ تیار کیا جاوے۔ جس کو علاوہ اپنی خوش نظری کے کاتب کیلئے طیار کرنا بھی آسان ہو۔ اور وہ البدر کے مفہوم کو بھی ادا کرتا ہو۔ اگر میرے مہربان ڈرافسمین توجہ فرماویں۔ تو ایسے نقشہ کا طیار ہونا کوئی مشکل امر نہیں ہے پہلے صرف پنسل سے ڈیزائن کر کے خاکسار کو نقشہ ارسال کیا جاوے۔ پھر جو پسند ہوگا۔ مسطر چھپوائی جاویگی۔ جس پر کاتب قلم پھیر کر تیار کر لیا کرے گا۔

---

۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو لاہور میں حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہٗ کی خانقاہ کے پاس ایک لکچر گاہ تھی اور جو ایسے کاموں کے لئے واقعی موزون جگہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لکچر "اسلام اور اس ملک کے دوسرے مذاہب" پر پڑھا گیا۔ خود حضرت اقدس بھی موجود تھے۔ مگر لکچر مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھا۔ اور اسکے بعد خود حضرت نے ایک تقریر کی۔ جسے ہم دوسری جگہ درج کرینگے۔ دس بارہ ہزار کے قریب مخلوق جسمیں ذی علم صاحب اثر اور وجاہت اشخاص سوائے عیسائیوں کے جو النادر کالمعدوم تعداد میں تھے موجود تھے۔ الحمد للہ کہ ناظرین نے بڑے امن اور چین سے اس لکچر کو سنا جہاں تک ہمارا خیال ہے اس تبلیغ اور اتمام حجت نے لاہور کی خاص پبلک کی رائے کو حضرت مسیح کے بارے میں بدلدیا ہے۔ مفصل کیفیت اور خلاصہ لکچر انشاء اللہ دوسرے موقع پر درج کرینگے۔

کلمات طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۷ اگست ۱۹۰۴ء قادیان

شام کی نماز کے بعد چند ایک احباب نے بیعت کی۔ انمین ایک صاحب ایسے تھے جو کہ اپنے زمانہ جہالت مین حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کو سخت الفاظ سے یاد کرتے اور بہت ہی برا بھلا کہتے تھے۔ وہ اپنی ان خطاؤن کی معافی حضرۃ اقدس علیہ السلام سے طلب کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ توبہ کے بعد اللہ تعالےٰ سب گناہ بخشدیتا ہے۔ اس اثنا مین اس تائب کا دل اپنے گناہون کو یاد کر کے بھر آیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گیا۔ روتا جاتا تھا۔ اور گناہونکی مغفرۃ کی دُعا بھی کرتا جاتا تھا۔ اُسکی اس حالت کو جناب حکیم نورالدین صاحب نے دیکھکر عرض کی۔ کہ ایسے ہی مذنب ہین۔ جنکو گناہ خدا بخشدیتا ہے۔ اس پر سلسلہ کلام چل پڑا۔ اور حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذیل کی تقریر شروع کی۔

فرقہ ملامتی

فرمایا۔ کہ ذنوب آدمی کو اسی لیے قرب بخشتے ہین۔ بشرطیکہ ساتھ توبہ اور استغفار بھی ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے خطا اور ضعف بشریت میں انبیاء کو بھی شریک کر دیا ہے۔ تاکہ قرب الٰہی کے مراتب مین وہ ترقی کر سکین۔

فرقہ ملامتی۔ کو مین پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ خدا کے...... مقابلہ پر غیر کے وجود کو بڑا خیال کرتے ہین اور اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھکر مخلوق کی نظرون مین متہم (جائے تہمت) ہونا چاہتے ہین۔ یہ انکی غلطی ہے۔ دوسرے وجود کو تو شے خیال کرنا چاہیئے۔

ف[illegible] یہ ایک فرقہ ہے۔ جو کہ قال اللہ اور قال الرسول کا قائل ہوتا ہے۔ مگر لوگونکی نظرون مین عمداً حقیر اور ذلیل بننے کیلئے فاسقانہ حرکات کرتا ہے۔ اور خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ مین نفس کو مارتا ہون۔

٭ ٭ ٭

اور کسی کے ضرر اور نفع پر نظر ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ نہ کسی کی مدح سے پھولے اور دل مین خوش ہو۔ اور نہ کسی کی ذم سے رنجیدہ خاطر ہو۔ سچے موحد وہی ہوتے ہین۔ جو خدا کے سوا کسی دوسرے کے وجود کو کوئی شے خیال نہیں کرتے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ فرقہ ملامتی اس توحید سے گرا ہوا ہے۔ خداتعالےٰ نے مومنون کی صفت فرمائی ہے۔ لا یخافون لومۃ لائم۔ کہ وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں خوف کھاتے۔ اور صرف اپنے مولا کی رضامندی کو مقدم رکھتے ہین۔

مومن ایک لاپرواہ انسان ہوتا ہے۔ اُسے صرف خدا کی رضامندی کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اُسی کی اطاعت کو وہ ہر دم مدنظر رکھتا ہے۔ کیونکہ جب اُس کا معاملہ خدا سے ہے۔ تو پھر اُسے کسی کی ضرر اور نفع کا کیا خوف ہے۔

جب انسان خداتعالےٰ کے بالمقابل کسی دوسرے کے وجود کو دخل دیتا ہے۔ تو ریا اور عجب وغیرہ معاصی مین مبتلا ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔ کہ یہ دخل وہی ایک زہر ہے۔ اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اول جزو لا الٰہ مین اسکی بھی نفی ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی انسان کی خاطر خدا کے ایک حکم کی بجا آوری سے قاصر رہتا ہے۔ تو آخر اسے خدا کی کسی صفت مین شریک کرتا ہے۔ تبھی تو قاصر رہتا ہے۔ اس لیئے لا الٰہ کہتے وقت اس قسم کے معبودون کی بھی نفی کرتا ہے۔ صوفیون نے اس قسم کے ملامتی لوگوں کے بہت سے قصے لکھے ہین۔ امام غزالی (علیہ الرحمۃ) نے بھی لکھا ہے۔ کہ آج کل کے فقرا اور ریاکار ہوتے ہین۔ تن کی آسانی کو مدنظر رکھکر موٹے جھوٹے کپڑے تو پہنتے نہین۔ اس لیئے باریک کپڑون کو گیروا یا سبز رنگ لیتے ہین۔ اور ان کے جبّے پہنکر اپنے کو فقرا مشہور کرتے ہین۔ مقصود ان کا یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگون سے ممتیز ہون۔ اور عوام الناس خصوصیت سے ان کیطرف دیکھین۔ پھر روزہ دارون کا ذکر لکھا ہے۔ کہ کوئی روزہ دار مولوی کسی کے ہان جاوے۔ اور اُسے مقصود ہو۔ کہ اپنے روزہ کا اظہار کرے۔ تو مالک خانہ کے استفسار پر بجائے اس کے کہ سچ بولے۔ کہ مین روزہ رکھا ہوا ہے۔ اُسکی نظرون مین بڑا نفس کش ثابت کرنے کے لیئے جواب دیا کرتے ہین۔ کہ مجھے عذر ہے۔ غرضیکہ اسطرح کے بہت سے مخفی گناہ ہوتے ہین جو اعمال کو تباہ کرتے رہتے ہین۔ امرا کو کبر اور نخوۃ لگے رہتے ہین جو کہ ان کے عملون کو کھاتے رہتے ہین۔

غریبونکی سبقت نجات مین

اس لیئے بعض غریب آدمی جنکو اس قسم کے خیالات نہین ہوتے۔ وہ سبقت لیجاتے ہین۔ غرضیکہ ریا وغیرہ کی مثال ایک چوہے کی ہے۔ جو کہ اندر ہی اندر اعمال کو کاٹتا رہتا ہے خداتعالیٰ بڑا کریم ہے۔ لیکن اس کی طرف آنے کے لیئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اسکے اندر ہوگا۔ خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو۔ خواہ ریاست کے لحاظ سے۔ خواہ مال کے لحاظ سے۔ خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے۔ تو اسیقدر پیچھے رہ جاوے گا اسی لیئے بعض کتابون میں لکھا ہے۔ کہ سادات مین سے اولیا کم ہوئے ہین۔ کیونکہ خاندانی تکبر کا خیال انمین پیدا ہوجاتا ہے۔ قرون اولے کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا۔ تو بہت لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہین۔ بہت ہی کم ہین۔ جو ان سے نجات پاتے ہین۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب غریب اور ادنےٰ آدمی سلام علیکم کہے تو اُسے مخاطب کرنا۔ اور وعلیکم السلام کہنا اوسکو عار معلوم ہوتا ہے۔ اور خیال گذرتا ہے۔ کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہے۔ کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لیئے حدیث مین آیا ہے۔ کہ غریب امیرون سے پانسو سال پیشتر جنت مین جاوین گے۔ ہمین معلوم نہیں۔ کہ اس حدیث کے معانی کیا ہین۔ لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہین اس کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ غریبون کا تزکیہ نفس قضا وقدر نے خود ہی کیا ہوا ہے۔

حصول فضل کے دو راہ

یاد رکھو۔ کہ خدا کے فضل کے حاصل کرنے کے دو راہ ہین۔ ایک تو زہد نفس کشی اور مجاہدات کا ہے۔ اور دوسرا قضا وقدر کا۔ لیکن مجاہدات سے اس راہ کا طے کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ اس مین انسان کو اپنے ہاتھ سے اپنے بدن کو مجروح اور خستہ کرنا پڑتا ہے عام طبائع بہت کم اس پر قادر ہوتی ہین۔ کہ وہ دیدہ و دانستہ تکلیف جھیلین۔ لیکن قضا و قدر کیطرف سے جو واقعات اور حادثات انسان پر آکر پڑتے ہین۔ وہ ناگہانی ہوتے ہین۔ اور جب آپڑتے ہین۔ تو پھر درویش بر جان درویش ان کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ جو کہ اس کے تزکیہ نفس کا باعث ہوجاتا ہے۔ جیسے شہدا کو دیکھو۔ کہ جنگ کے بیچ مین لڑتے لڑتے جب مارے جاتے ہین۔ تو خدا کے نزدیک کس قدر اجر کے مستحق ہوتے ہین۔ یہ درجات قریب بھی اُن کو قضاء قدر سے ہی ملتے ہین۔ ورنہ اگر تنہائی مین ان کو گردنیں کاٹنی پڑین۔ تو شاید بہت تھوڑے ایسے نکلیں۔ جو

شہید ہون۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ غربا کو بشارت دیتا ہے ولنبلونکم بشیءٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات و بشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ قضاء وقدر کی طرف سے ان کو ہر ایک قسم کے نقصان پہونچتے ہین۔ اور پھر وہ جو صبر کرتے ہین۔ تو خدا تعالیٰ کی عنائتیں اور رحمتین اُنکے شامل حال ہوتی ہین۔ کیونکہ تلخ زندگی کا حصہ ان کو بہت ملتا ہے۔ لیکن امراء کو یہ کہان نصیب۔ امیرون کا تو یہ حال ہے۔ کہ پنکھا چل رہا ہے۔ آرام سے بیٹھے ہین۔ خدمتگار چاء لایا ہے۔ اگر اُس مین ذرا سا قصور بھی ہے۔ خواہ میٹھا ہی کم یا زیادہ ہے۔ تو غصہ سے بھر جاتے ہین۔ خدمت گار کو ناراض ہوتے ہین۔ بہت غصہ ہو۔ تو مارنے لگ جاتے ہین۔ حالانکہ یہ مقام شکر کا ہے۔ کہ اُن کو ہل جوتنا نہیں پڑا۔ کاشتکاری کے مصائب برداشت نہیں کیئے۔ چولھے کے آگے بیٹھکر آگ کے سامنے تپش کی شدت برداشت نہیں کی۔ اور پکی پکائی شے محض خدا کے فضل سے سامنے آگئی ہے۔ چاہیئے تو یہ تہا۔ کہ خدا کے احسانون کو یاد کر کے رطب اللسان ہوتے۔ لیکن اُس کے سارے ہی احسانون کو بہولکر ایک ذرا سی بات پر سارا کیا کرایا رائیگان کر دیتے ہین۔ حالانکہ جیسے وہ خدمت گار انسان ہے اور اُس سے غلطی اور بہول ہو سکتی ہے۔ ویسے ہی وہ داسید بھی تو انسان ہے۔ اگر اُس خدمت گار کی جگہ خود یہ کام کرتا ہوتا۔ تو کیا یہ غلطی نہ کرتا۔ پھر اگر ماتحت آگے سے جواب دے۔ تو اسکی اور شامت آتی ہے۔ اور آقا کے دل مین رہ رہ کر جوش اُٹھتا ہے۔ کہ یہ ہمارے سامنے کیون بولتا ہے۔ اور اسی لیئے وہ خدمت گار کی ذلت کے درپے ہوتا ہے۔ حالانکہ اُس کا حق ہے۔ کہ وہ اپنی غلطی کی تلافی کے لیئے زبان کشائی کرے۔ اسی پر مجھے ایک بات یاد آئی ہے۔ کہ سلطان محمود کی (یا ہارون رشید کی) ایک کنیز تھی۔ اس نے ایک دن بادشاہ کا بستر اجو کیا۔ تو اُسے گدگدا اور ملایم اور پہولونکی خوشبو سے بسا ہوا پاکر اسکے دل مین آیا۔ کہ مین بھی لیٹ کر دیکھون۔ تو سہی کہ اس مین کیا آرام حاصل ہوتا ہے۔ وہ لیٹی تو اُسے نیند آ گئی۔ جب بادشاہ آیا۔ تو اسے سوتا پاکر ناراض ہوا۔ اور تازیانہ کی سزا دی۔ وہ کنیز روتی بھی جاتی اور ہنستی بھی جاتی۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا۔ کہ روتی تو اس لیئے ہون۔ کہ مین چند لمحہ اس پر سوئی۔ تو مجھے یہ سزا ملی۔ اور جو اس پر ہمیشہ سوتے ہین۔ اُن کو خدا معلوم کس قدر عذاب بھگتنا پڑے گا۔ پس غریبون کو

کو ہرگز بے دل نہ ہونا چاہیئے۔ اُن کا قدم آگے ہی ہے لیکن وہ کوشش کرین۔ کہ تھوڑی بہت جو کسر ہے۔ وہ نکال دیوین۔ کیونکہ بعض وقت ان لوگون سے غریبی مین ہی بڑے بڑے گناہ صادر ہو جاتے ہین۔ صبر نہیں کرتے خدا کو گالیان دینے لگ جاتے ہین۔ معاش کی قلت ہو۔ تو چوری۔ ڈاکہ۔ اور دوسرے جرایم شروع کر دیتے ہین ایسی حالتون مین صبر کرنا چاہیئے۔ اور خدا کی نافرمانی کیطرف ہرگز مایل نہ ہونا چاہیئے۔ غربت۔ اور کمی رزق دراصل انسان کو انسان بنانے کے لیئے بڑی کیمیا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ اور قصور نہ ہون۔ جیسے مالدارون مین تکبر اور نخوت وغیرہ پیدا ہو کر اُنکے اعمال کو تباہ کر دیتے ہین۔ ویسے ہی ان مین بے صبری موجب ہلاکت ہوتی ہے۔ اگر غریب لوگ صبر سے کام لین۔ تو ان کو وہ حاصل ہو۔ جو اور لوگون کو مجاہدہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ خدا نے اصل مین بڑا احسان کیا ہے۔ کہ انبیاء کے ساتھ غریبی کا حصہ بھی رکھا یا ہے۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم بکریان چرایا کرتے تھے۔ موسےٰ نے بکریان چرائین۔ کیا امرا یہ کام کر سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک جنگل مین ہوا۔ وہان کچھ پھلدار درخت تھے۔ چند ایک صحابی جو کہ ہمراہ تھے۔ وہ ان کا پھل توڑکر کہانے لگے۔ تو آپ نے فرمایا! کہ فلان تو درخت کا پھل کہاؤ۔ بہت شیرین ہے۔ اصحابہ نے پوچھا۔ کہ یا حضرۃ آپ کو کیسے علم ہے۔ فرمایا۔ کہ جب مین بکریان چرایا کرتا تہا۔ تو اس جنگل مین بھی آیا کرتا اور ان پھلون کو کہایا کرتا تہا۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے یہ تجویز نہین کیا۔ کہ انبیاء شاہی خاندان سے ہون ورنہ تکبر اور نخوۃ کا کچھ نہ کچھ حصہ ان مین ضرور رہ جاتا۔ اور پھر نبوۃ کے بھی دو حصے کر دیئے تو ایک مصائب اور شدائد کا اور دوسرا فتح و نصرۃ کا

(چونکہ میری طبیعت بیمار تھی۔ اور رات بھی سخت اندھیری تھی۔ اس لیئے اس سے آگے تقریر کا حصہ قلمبند کرنے کا مجھے یارا نہ ہوا۔ ضروری اور وہ نکات جو میری نظر مین نئے تھے۔ وہ مین نے مختصر قلمبند کئے۔ جن کو ذیل مین درج کرتا ہون؛

(ایڈیٹر)

انبیاء کی زندگی کے ان دو حصّون مین بھی آلہی حکمت تھی۔ ایک تو یہی تھی۔ کہ اُن کے اخلاق مین ترقی ہو۔ اور یہی بات یہی ہے۔ کہ جون جون نبوۃ کا زمانہ گذرتا ہے۔ اور واقعات اور حادثات کی صورت بدلتی جاتی ہے۔ انبیاؤن کی اخلاقی حالت بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔ ابتدا مین ممکن ہے۔ کہ غصہ وغیرہ زیادہ ہو۔ اس لیئے نبی کی زندگی کا آخری حصہ بہ نسبت پہلے کے بہ لحاظ اخلاق کے بہت ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہین ہے۔ کہ ابتدا مین اُن کے اخلاق عام لوگون سے ترقی یافتہ نہین ہوتے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے دائرہ نبوۃ مین وہ آخری حصہ عمر مین بہت مودب ہوتے ہین۔ ورنہ ان کی ابتدائی زندگی کا حصہ بھی اخلاق مین۔ تو کل لوگون سے اعلےٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ نبی اگر شدائد اور مصائب سے امن مین رہے۔ تو ان کی صبر کی قوت کا پتہ لوگون کو کیسے معلوم ہو۔ پھر بہت سے اخلاق فاضلہ اس قسم کے ہین۔ کہ وہ صرف تنہ دل مصائب پر ہی حاصل ہوتے ہین۔ آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالےٰ کا بڑا فضل و احسان تہا۔ کہ آپ کو دونو موقعہ عطا کئے۔ ہر ایک نبی کا یہ کام نہیں۔ کہ وہ ہر ایک رتبہ کے لوگون کو ایک کامل نمونہ اخلاق کا بتین کر سکے۔ فقیر۔ غریب اور امیر وغیرہ ہر ایک اُس کے چشمہ سے سادی سیر ابا ہوتا۔ یہ صرف آن حضرۃ کی ہی ذات ہے۔ جس نے کل ضرورتون کو پورا کر کے دکھا دیا ہے۔

فرقہ چکڑالوی نے بھی یہان ہی ٹھوکر کہائی ہے اُس نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ بغیر نمونہ کے دوسرا انسان تو اتباع کیسے پوری کر سکتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی۔ کہکر آن حضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک طبقہ کے انسان کو مخاطب کیا ہے۔ کہ ہر تو ایک قسم کا سبق مجھ سے لو۔ اور ظاہر ہے۔ کہ تو جب تک ایک اسوہ سامنے نہ ہو۔ انسان عمل درآمد قاصر رہتا ہے۔ ہر ایک قسم کے کمال کے حصول کے لیئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ انسانی طبایع ایسی قسم کی واقع ہوئی ہین۔ کہ وہ صرف قول سے مؤثر نہین ہوتیں۔ جب تک اس کے ساتھ فعل نہ ہو۔ اگر صرف قول ہو۔ تو صدہا اعتراض لوگ کرتے ہین۔ دین کی باتون کو سن کر کہا کرتے ہین۔ کہ یہ سب باتین کہنے کی ہین۔ کون اُن کو بجا لا سکتا ہے۔ یون ہی بنا چھوڑی ہین۔ اور ان اعتراضون کا رد نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک انسان عمل کر کے دکھانے والا نہ ہو۔ (آخر چکڑالوی بھی تو ایک عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔ کہ اس طرح کرو پس اگر وہ نمونہ پیش کر سکتا ہے۔ اور وہ قابل عمل قرار دیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ جس پر قرآن نازل ہوا اور وہ اسکا کامل متبع گذرا ہے۔ اُس کا نمونہ مکمل نہ مانا جاوے۔)

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

اسی طرح ہماری کتب کے مطابق یہی بعثت مسیح کا یہی زمانہ ہے۔ حجج الکرامہ والے نے لکھا ہے۔ کہ کل اہل کشوف اسی طرف گئے ہین۔ کہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے چودہوین صدی مقرر ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی زمانہ کے لئے اسے چراغ الدین کہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک بزرگ نے جو زمانہ مقرر کیا ہے وہ چودہوین صدی سے آگے نہیں گیا۔ اگرچہ ان مین کچھ اختلاف ہے۔ چودہوین صدی مین لطیف ارشارہ اس طرف تھا۔ کہ دین اسلام چودہوین رات کے چاند کی طرح اس زمانہ مین چمک اٹھیگا۔ جس طرح چاند کا کمال چودہوین رات کو ہوتا ہے۔ اسی طرح اسلام کا کمال کل دنیا مین چودہوین صدی مین ظاہر ہوگا۔

تیرہوین صدی کی تاریکی ان لوگون مین ضرب المثل ہے۔ بعض کہتے ہین۔ کہ اس صدی کے علماء سے بھیڑیون نے بھی نجات مانگی تھی۔ یہ لوگ چودہوین صدی کے منتظر تھے۔ لیکن جب صدی آگئی۔ تو اپنی بدبختی کے باعث انکار کر گئے۔ اسی طرح قرآن مین ذکر ہے ؎

ولما جاءهم كتب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به

اہل کتاب منتظر تھے۔ کہ پیغمبر کے آنے پر وہ اس کیساتھ ملکر کفار سے جنگ کرین گے۔ لیکن جب پیغمبر آیا۔ تو انکار پر آمادہ ہوگئے۔

عقل کے نزدیک بھی زمانہ مسیح کا یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسلام اسقدر کمزور ہوگیا ہے۔ کہ ایک وقت وہ تھا کہ ایک شخص کے مرتد ہو جانے پر اسلام مین شور پڑ جاتا تھا۔ لیکن اب لاکھون مرتد ہوگئے۔ رات دن مخالفت اسلام مین کتب تصنیف ہو رہی ہین۔ اسلام کی بیخکنی کیواسطے طرح طرح کی تجاویز ہو رہی ہین۔ عقل پسند نہیں کرتی۔ کہ جس خدا نے۔ انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون۔ کا وعدہ دیا ہے۔ وہ اسوقت اسلام کی حفاظت نہ کرے۔ اور خاموش رہے

یہ زمانہ کس قسم کی مصیبت کا اسلام پر ہے۔ کہ شرفا کی اولاد دشمن اسلام ہو کر گرجاؤن مین چلے گئے۔ اور کھلے طور پر رسول اکرم کی توہین ہو رہی ہے۔ ہر ایک قسم کی گالی اور سب وشتم مین ان کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کو بہ ہئیت مجموعی اگر دیکھا جائے۔ تو عقل کہتی ہے۔ کہ یہی وقت خدا کی تائید کا ہے۔ اور مین تم کو سچ کہتا ہون۔ کہ اگر یہ سلسلہ قائم نہ ہوتا۔ تو اسلام برباد ہو چکا تھا۔ سو خدا کے وجود کا یہ بھی ایک نشان ہے۔ کہ عین ضرورت کیوقت خدا تعالے نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔ اور عین مصیبت کیوقت اسلام کو سنبھالا۔ تائیدات سماوی ہی اگر دیکھی جاوین۔ تو یہان ہی ایک بڑا خزانہ ہے۔ خدا تعالے نے اپنے فضل سے ہزارہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ اگر مین ان تمام نشانون کو جمع کرون۔ جو ہر روز مین اور میرے ساتھ رہنے والے دیکھتے ہین۔ تو ان کی تعداد لاکھ کے قریب ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے مثلاً براہین احمدیہ کے بعض الہامات کو دیکھا جاوے۔ چوبیس برس ہوئے کہ یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ جو اس وقت مکہ۔ مدینہ۔ مصر بخارا۔ لنڈن اور ایسا ہی ہندوستان کے ہر ایک حصہ مین پہنچ گئی۔ کئی ایک پادریون اور دیگر مخالفین اسلام کے گھرون مین پہنچ گئی۔ اب اس کتاب مین مثلاً لکھا ہے۔ کہ خدا تعالی کیطرف سے مجھے ارشاد ہے۔ کہ اس وقت تو اکیلا ہے۔ اور تیرے ساتھ کوئی نہین۔ لیکن ایک وقت آویگا۔ کہ لوگ تیرے پاس دور دور سے آوین گے۔ (یاتون من كل فج عميق) تو لوگون مین پہچانا جاویگا۔ اور تیری شہرت پھیلاویگی۔ تیری امداد اور تائید کو دور دور سے لوگ آوین گے۔ پھر کہا کہ لوگ کثرت سے آوین گے۔ اور تو ان سے نرمی اور اخلاق سے پیش آنا۔ ان کی ملاقات سے مت گھبرانا (ولا تصعر لخلق الله ولا تسئم من الناس) پھر آخر کار فرمایا۔ (اذا جاء نصر الله والفتح وانتهى امر الزمان الينا۔ اليس هذا بالحق) یعنے جب خدا کی فتح اور نصرت آویگی۔ اور زمانہ کا امر ہماری طرف منتہی ہوگا۔ تو اس وقت کہا جاویگا۔ کہ کیا یہ سلسلہ حق نہیں۔ اب لاہور اور امرتسر کے لوگ اور ایسا ہی پنجاب کے لوگ اس بات سے واقف ہین۔ کہ براہین کی اشاعت کیوقت مجھے کوئی جانتا نہیں تھا۔ حتے کہ قادیان مین بہت کم لوگ ہون گے۔ جو مجھے پہچانتے ہون گے پھر یہ امور کس طرح پورے ہو رہے ہین۔

اگرچہ یہ پیشگوئیان بدرجہ اتم ابھی پوری نہین ہوئین لیکن جس قدر ان الہامات کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ طالب حق کے لئے کافی ہے۔ اب کیا یہ میری بناوٹ ہے کہ ایک انسان آج سے چوبیس سال پہلے آج کل کے واقعات کا نقشہ کھینچ سکتا ہے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ ہزارہا مخلوق ..... کا مرجع ہوگا۔ خصوصاً جبکہ ایک مدت تک ان امور کا ظہور نہ ہوا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ امور کسی فراست کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ان امور کو دیکھ کر مین کہہ سکتا ہون۔ کہ جسقدر نشانات خدا تعالے نے میری تائید مین ظاہر کئے۔ وہ اپنی تعداد اور شوکت میں ایسے ہین۔ کہ بجز حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل انبیاء و مرسلین سے ایسے ثابت نہین ہوئے۔ لیکن اس میں میرا کیا فخر ہے۔ یہ سب کچھ تو اس پاک نبی کی فضیلت ہے جس کی اُمت مین ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ پھر مین کہتا ہون۔ کہ آج کل کے پیرزادون اور سجادہ نشینون کو آزمالو۔ کسی پادری یا کسی مذہب کے سرگروہ کو میرے مقابل مین لاؤ۔ خدا تعالی نشان نمائی مین بالضرور اس کو میرے مقابل شرمندہ اور ذلیل کریگا۔ یہان تو نشانون کا دریا بہہ رہا ہے۔ ہمیرے دوست اس الہام سے خوب واقف ہین۔ جو دس بارہ سال ہوئے۔ خدا تعالی نے فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک وانی معین من اراد اعانتک اس ایک الہام کو کس قدر مواقع اور محل پر میرے دوستون نے پورے ہوتے دیکھا۔ کس طرح لوگون نے میری اہانت اور تذلیل کے لئے بیڑے اٹھائے اور کس طرح وہ خود ہی ذلیل اور خوار ہوگئے۔ اس کی ایک مثال نہیں۔ بلکہ کئی ایک مثالین ہین۔ ہان یہ ضرور ہے۔ کہ ان نشانات کو دیکھکر بھی لوگ ابھی گمراہ ہین۔ سو بات یہ ہے۔ کہ دنیا مین ہمیشہ سے دو گروہ چلے آئے ہین۔ ایک سعید۔ دوسرا شقی۔ ابوجہل نے ہزارون نشان دیکھے لیکن وہ کافر ہی رہا۔ سو اس صورۃ مین مومن کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ دعا مین لگ جاوے۔

آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کیطرح ہے۔ چاہئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کرین۔ اور اس تعلق کو مضبوط کرین جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر کار خشک ہو کر گر جاتی ہے۔ جو شخص زندہ ایمان رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ دنیا ہر طرح ملجاتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا

ہی مبارک ہے ۔ لیکن جو دنیا کو دین پر مقدم رکھتا ہے وہ ایک مردار کیطرح ہے ۔ جو کبھی سچی نصرۃ کا منہ نہیں دیکھتا ۔ یہ بیعت اُسوقت کام آسکتی ہے ۔ جب دین کو مقدم کر لیا جاوے ۔ اور اُس میں ترقی کرنے کی کوشش ہو ۔ بیعت ایک بیج ہے ۔ جو آج بویا گیا ۔ اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخم ریزی پر ہی قناعت کرے ۔ اور پھل حاصل کرنے کا جو جو فرائض ہیں ۔ ان میں سے کوئی ادا نہ کرے ۔ نہ زمین کو درست کرے ۔ اور نہ آبپاشی کو کرے ۔ اور نہ موقعہ بے موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے ۔ نہ کافی حفاظت کرے ۔ تو کیا وہ کسان کسی پھل کی اُمید کر سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں ۔ اُس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہوگا ۔ کھیت اُسی کا سبز ہے گا ۔ جو پورا زمیندار بنے گا ۔ سو ایک طرح کی تخم ریزی آپ نے بھی آج کی ہے ۔ خدا جانتا ہے ۔ کہ کس کے مقدر میں کیا ہے ۔ لیکن خوش قسمت وہ ہے ۔ جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لئے دعا کرتا رہے ؛؛

مثلاً نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیئے ۔ میں دیکھتا ہوں ۔ کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑھتے ہیں ۔ وہ محض ٹکریں مارنا ہے ۔ ان کی نماز میں اسقدر ہی رقت اور لذت نہیں ہوتی ۔ جسقدر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا میں ظاہر کرتے ہیں ۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے ۔ شاید اُن کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتا ۔ اسلئے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں ۔ کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں ۔ اور وہ لذت اور حضور جو دعا کے لئے رکھا ہے ۔ دُعاؤں کو نماز میں کرنے سے پیدا کریں ۔ میرا مطلب یہ نہیں ۔ کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے ۔ لیکن میں چاہتا ہوں ۔ کہ جب تک نماز میں کافی لذت اور حضور پیدا نہو ۔ نماز کے بعد دُعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ ۔

ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے ۔ تو کوئی ہرج نہیں ۔ سو بہتر ہے ۔ نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو ۔ جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا ۔ سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو بر نگ دُعا اپنی زبان میں خدا تعالےٰ کے آگے پیش کرو تاکہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جائے ۔ سب سے عُمدہ دُعا یہ ہے ۔ کہ خدا کی رضامندی اور گناہوں سے نجاۃ حاصل ہو ۔ کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے ۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے ۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں ۔ دور کر دے ۔ اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے ۔ دنیا میں مومن کی مثال اُس سوار کی ہے ۔ کہ جو جنگل میں جا رہا ہے ۔ اور راہ میں بسبب گرمی اور تکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے ٹھہر جاتا ہے ۔ لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے ۔ اور کھڑا کھڑا گھوڑے پر ہی کچھ آرام لیکر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے ۔ لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنا لے ۔ وہ ضرور درندوں کا شکار ہوگا ۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا ۔ اور جو ایسا نہیں ۔ خدا اس کی پرواہ نہیں کرتا ۔ نہ خدا کے نزدیک دنیا کو گھر بنانیوالے کی عزت ہے خدا مومن کی عزت کرتا ہے ۔ حدیث میں آیا ہے ۔ کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کرلیتا ہے نوافل سے مراد یہ ہے ۔ کہ خدمت مقررکردہ میں زیادتی کیجاوے ۔ ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے ۔ لیکن مومن زیادتی کرتا ہے ۔ نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں ۔ بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے مومن محض خدا کی خوشنودی کے لئے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے ۔ اُس کے دل میں ایک درد ہے ۔ جو اُسے بے چین کرتا ہے ۔ اور وہ دن بدن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا بھی اُس کے قریب ہوتا جاتا ہے ۔ حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کے سائے تلے آتا جاتا ہے ۔ اس کی آنکھ خدا کی آنکھ ۔ اُس کے کان خدا کے کان ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا کی مخالفت نہیں کرتا ۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے ۔ کہ اُس کی زبان خدا کی زبان اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے ۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ مجھے کسی بات میں اس قدر تردد نہیں ہوتا ۔ جسقدر مومن کی جان نکالنے میں تردد ہوتا ہے ۔ یوں تو خدا کی ذات سب ترددات سے پاک ہے ۔ لیکن یہ فقرہ جو فرمایا تو مومن کے اکرام کے لئے فرمایا ۔ اب دوسرے لوگ کیڑے مکوڑوں کیطرح مرجاتے ہیں ۔ لیکن مومن کا معاملہ دگرگوں ہے ۔ مجھے یہ سمجھ آتی ہے ۔ کہ جو صلحاء اور انبیاء کی زندگی آئے دن طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا رہتی ہے اور بعض وقت اُن کو خوفناک امراض لاحق ہو جاتے ہیں ۔ جیسے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت تھی ۔ یہ اس تردد کا اظہار ہے ۔ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے ۔ گویا اللہ تعالےٰ اس سے معاملہ ایسا کرتا ہے ۔ اور خوفناک بیماریوں سے اُسے نجاۃ دیکر ظاہر کر دیتا ہے ۔ کہ وہ اُسے معمولی انسانوں کیطرح ضایع نہیں کرتا ۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے ۔ کہ مومن کی ہر ایک چیز بابرکت ہو جاتی ہے ۔ جہاں وہ بیٹھتا ہے ۔ وہ جگہ دوسروں کے لئے موجب برکت ہوتی ہے ۔ اس کا پس خوردہ اوروں کے لئے شفا ہے ۔ حدیث میں آیا ہے ۔ کہ ایک گنہگار خدا تعالےٰ کے سامنے لایا جاویگا ۔ خدا تعالیٰ اس سے پوچھیگا ۔ کہ تو نے کوئی نیک کام کیا ۔ وہ کہیگا ۔ کہ نہیں ۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو کہیگا ۔ کہ فلاں مومن کو تو ملا تھا ۔ وہ کہیگا ۔ خداوندا ۔ میں اراداتاً تو کبھی نہیں ملا ۔ وہ خود ہی ایک دن مجھے راستہ میں مل گیا ۔ خدا تعالےٰ اُسے بخشدیگا ۔ پھر ایک اور موقعہ پر حدیث میں آیا ہے ۔ خدا تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کریگا ۔ کہ میرا ذکر کہاں پر ہو رہا ہے ۔ وہ کہیں گے ۔ کہ ایک حلقہ مومنین کا تھا ۔ جہاں دنیا کے ذکر کا نام و نشان بھی نہ تھا ۔ البتہ ذکر الہی آٹھوں پہر ہو رہا ہے ۔ ان میں ایک دنیا پرست شخص تھا ۔ اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ میں نے اس دنیا دار کو اس ہم نشینی کے باعث بخشدیا

انّھم قوم لا یشقی جلیسھم

بعض حدیثوں میں آیا ہے ۔ کہ جہاں ایک مومن امام ہو اس کے مقتدی پیش ازیں کہ وہ سجدہ سے سر اٹھاویں بخشدے جاتے ہیں ۔

مومن وہ ہے ۔ کہ جس کے دل میں محبت الہی نے عشق کے رنگ میں جڑ پکڑ لی ہو ۔ اس نے فیصلہ کر لیا ہو ۔ کہ وہ ہر ایک تکلیف اور ذلت میں بھی خدا کا ساتھ نہ چھوڑیگا ۔ اب جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کب کسی کا کانشنس کہتا ہے ۔ کہ وہ ضایع ہوگا ۔ کیا کوئی رسول ضایع ہوا ۔ دنیا ناخون تک ان کو ضایع کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ لیکن وہ ضایع نہیں ہوتے جو خدا کے لئے ذلیل ہو ۔ وہی انجام کار عزت و جلال کا تخت نشین ہوگا ۔ ایک ابوبکر ہی کو دیکھو ۔ جس نے سب سے پہلے ذلت قبول کی ۔ اور سب سے پہلے تخت نشین ہوا ۔ اس میں کچھ شک نہیں ۔ کہ پہلے کچھ نہ کچھ دُکھ اٹھانا پڑتا ہے ۔ کسی نے سچ کہا ہے ؛ ؎

عشق اوّل سرکش و خونی بود
تا گریزد ھر کہ بیرونی بود

عشق الہی بے شک اوّل سرکش و خونی ہوتا ہے تاکہ نااہل دور ہو جاوے ۔ عاشقان خدا تکالیف

ضوابط اخبار البدر

شائقین کو خریداری سے پیشتر ملاحظہ کر لینا چاہئے

(۱) **حجم** اخبار کا دراصل ۸ صفحہ ہیں۔ جنہیں ٹائٹل دستح شامل ہے۔ دو فالتو صفحہ صرف بعض اوقات کسی ضرورت پر ایزاد کئے جاتے ہیں۔

(۲) **مضامین** ۔ البدر کا خواص اور مقدم مضمون تو حضرۃ امام الزمان...... مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات حتی الوسع ایک ہفتہ کے فاصلہ سے پہنچانا ہے۔ بصورت نہ ہونے تقریروں وغیرہ کے آپ کی تصانیف میں سے عمدہ مضامین تبلیغ عملدرآمد اور ایزاد معرفت کے لئے یاددہانی کی غرض سے اور نیز مکتوبات وغیرہ درج کئے جاتے ہیں اس کے بعد جماعت احمدیہ کی خبریں اور دوسرے اخلاقی مضامین تردید مذہب باطلہ اور خود البدر کی اشاعت کے متعلق تحریکات ...... اور مراسلات وغیرہ

(۳) **اوقات اشاعت** ۔ اخبار کی اشاعت کی تاریخیں اگرچہ ہر ماہ کی یکم - ۸ - ۱۶ - ۲۴ - ہیں۔ اور حتی الوسع بڑی دیانت داری سے کوشش کی جاویگی۔ کہ وقت پر اشاعت ہو۔ مگر تاہم بروقت اشاعت کی ذمہ واری کسی تعہد کے ساتھ کارخانہ اپنے ذمہ نہیں لیتا۔

(۴) **خط وکتابت** ۔ کارخانہ کے متعلق خط وکتابت خواہ کسی قسم کی ہو۔ اپنا نمبر خریداری ضرور درج کرنا چاہیئے جب تک جوابی کارڈ یا ٹکٹ ہمراہ نہ ہوگا۔ کارخانہ جواب دینے کا ذمہ وار نہیں۔

(۵) - **عذر رسید اخبار** ۔ اگر ایک ہی مقام یا اس کے گردنواح میں اخبار پہنچ گیا ہو۔ اور آپ کو نہ ملا ہو۔ تو تاریخ رسید سے ایک ہفتہ کے اندر کارخانہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔ ورنہ ممکن ہے۔ کہ وہ نمبر نہ مل سکے۔

(۶) **تبدیل پتہ** ۔ تبدیلی کیوقت چند دن پیشتر کارخانہ کو اس مقام کا پتہ دینا چاہیئے۔ جہاں پتہ بدلنا ہے۔ ورنہ اگر سابقہ پتہ پر اخبار گیا۔ اور آپ کو نہ ملا۔ تو ہم ذمہ وار نہیں۔

(۷) **چندہ سالانہ** ۔ پیشگی اگر بلا تقاضائے خود ارسال کیا جاوے ۲ روپیہ۔ پیشگی بذریعہ وی پی جس میں ایک کتاب قیمتی ۸ آنہ ۳ روپیہ۔ برٹش خارج ممالک یعنی ہندوستان سے باہر ۴ روپیہ۔ جو خریدار ایک دو ماہ بعد ادائیگی قیمت کے وعدہ پر اخبار جاری کراتے ہیں۔ اگر ان کا چندہ بلا تقاضا اپنے وعدہ پر نہ پہنچا تو ان کے نام وی پی ارسال ہوگا ::

تفسیر القرآن بالقرآن پر بعض احباب کی رائے

برادرم جناب ایڈیٹر صاحب

ہماری جماعت کے معزز و متقدا فرد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے جو تفسیر القرآن بالقرآن لکھی ہے۔ اسکے متعلق میں ایک نہایت ضروری گذارش کرنا چاہتا ہوں جس سے میرا مقصود صرف اصلاح ہے۔ نہ کہ نکتہ چینی +

قرآن کا عربی متن نہایت ہی غلط لکھا گیا ہے۔ جسے دیکھکر طبیعت بڑی سخت مکدر ہوتی ہے تقطیع نظر بس سے سوائے چند اوراق کے بدخط بھی اول درجے کا ہے

ترجمہ کرنے میں جن باتوں کا وعدہ کیا گیا تھا ان کا اکثر جگہ بالکل لحاظ نہیں کیا گیا۔ بلکہ کئی الفاظ تو درکنار آیات کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے۔ پھر ترجمہ معنے خیز نہیں بلکہ بعض مقامات پر خاص کردہ معنے اختیار کئے گئے ہیں۔ جن کو الفاظ سے کچھ علاقہ نہیں۔ کئی آیات تفسیر طلب تھیں۔ اور مفسر نے انکی تفسیر نہیں کی۔ باوجود ان نقصوں کے ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ جب تک کوئی دوسری تفسیر تیار نہیں ہوتی۔ یہی غنیمت ہے۔ مگر کیا اچھا ہو اگر ڈاکٹر صاحب موصوف اس پر نظر ثانی کرکے اسے دوبارہ خوشخط چھپوائیں۔ اور اصلاح طلب مقامات کی اصلاح کر دیں۔ اور جہاں زیادہ وضاحت کی ضرورت ہو۔ وہاں توضیح کر دیں۔ پھر یہ تفسیر ایک بے نظیر تفسیر ہو جاویگی۔ اور مفسر رحمۃ اللہ علیہ شکریہ قومی کے مستحق ہوں گے۔ اور عند اللہ ماجور!

اصل میں احمدی جماعت کو اب ایک مترجم قرآن کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ جہاں جہاں کو جماعت ہے۔ وہاں ضرور صبح یا شام کو درس ہوتا ہے مگر افسوس کہ ان کو کوئی معتبر ترجمہ نہیں ملتا۔ جس کے ذریعے وہ قرآنی الفاظ پر پورا تدبر کر سکیں۔ میرے خیال میں ایک ایسا ترجمے والا قرآن مجید بہت جلد شائع ہونا چاہیئے جسے پڑھکر قرآنی مطالب سے آگاہی ہو سکے تفسیر طلب مقامات کی تفسیر بھی ہونی چاہئے مگر نہ اسقدر لمبی کہ سفر میں ساتھ ہی نہ لے جائی جا سکے۔ برادرم شیخ یعقوب علی صاحب تراب کی تفسیر اس مطلب کے لئے کافی نہیں۔ اس کی تقطیع اس کا حجم اسی قابل ہے۔ کہ ایک جگہ پڑی رہے۔ اور پھر اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی فرصت کو چاہتا ہے +

نیازمند نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور عرض کیا تھا۔ کہ قرآن مجید کے ایک ایسے ترجمہ کی ضرورت ہے۔ جس پر الہامی مہر لگی ہوئی ہو۔ کہ بس یہی ترجمہ ٹھیک ہے۔ اور وہ حضور فرمائیں۔ یا کم از کم حضور کی نگرانی میں تیار ہونا چاہیئے۔ مگر وہاں سے جواب ملا۔ کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ جب اللہ تعالےٰ چاہے گا یہ کام ہو جاویگا۔ یفعلون ما یؤمرون آیت پڑھو۔ چونکہ خاکسار نے ضرورت جتلانے کے لئے یہ بھی التماس کی تھی کہ دس ہزار قرآن مجید مترجم اسی وقت احمدی جماعت لے لیگی جسکے ...... جواب میں مولوی عبدالکریم صاحب فاروق ثانی نے کیا ہی اچھا فرمایا۔ کہ امور من اللہ تاجر نہیں ہوتے۔ کہ اگر خریداروں کا اصرار دیکھیں تو فوراً وہ کام شروع کر دیں۔ بلکہ ہر حال میں خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ پبلک کا خیال ہو یا نہو میں نے سنا تھا۔ کہ مولانا حکیم نورالدین صاحب صدیق ثانی نے بھی ایک تفسیر لکھی ہے۔ مگر وہ تو عربی میں ہے اس لئے اس سے خواص ہی فایدہ اٹھائیں گے۔ دوسرا خدا جانے وہ کب چھپے۔ کیونکہ سنا جاتا ہے مولانا موصوف ہر سال اس کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔ یا اس میں کئی نئی ایزادیاں ہوتی رہتی ہے۔ اور ایزادیاں بھی کیوں نہ ہو جبکہ امام ہمام کے فیض مسیحائی سے ہر روز عجیب عجیب معارف و حقائق کھلتے رہتے ہیں +

خیر ان تمام پریشان خیالات کو عرض کرکے اے ایڈیٹر صاحب مکرم میرے! میں آپ سے ملتمس ہوں کیا آپ ایک مترجم حمائل کا بندوبست کر سکتے ہو یا کم از کم ہمارے ڈاکٹر صاحب اپنی تفسیر پر نظر ثانی کرکے اسے دوبارہ خوشخط چھپوانے کی تکلیف گوارا نہ فرمائیں گے۔

(احمدی گجراتی)

حضرت حکیم نورالدین صاحب کو بھی اس سے اتفاق رائے ہے۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اس سے بہی پیشتر اسی قسم کی رائے اظہار کر چکے ہیں ؛ اور اسکی (ایڈیٹر)

بحد افسوس ہے کہ لاہور سے واپس آنے پر مطبع کا کاتب بیمار ہوگیا اور اس وجہ سے مسلسل مضمون جسکی تجویز تھی رہ گیا اور مختلف مضامین جوڑکر اخبار پورا کیا گیا ...
... نمبر ...

عالم اخبار

—— شاہ ایران کے تیسرے بھائی جنکی عمر اب بیس سال کی ہے۔ ایران مین اپنے ملک سے ناخوش ہوکر آستانہ علیہ پر آگئے ہین۔ اور فوج عثمانی مین کسی عالی منصب کے خواستگار ہین

—— **بکری کا دودھ** ہمارے ملک مین بکری کا دودھ بچون کو اکثر دیا جاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اُسے تاثیر مین سرد اور صفرا شکن اور ہضم ہونے مین گائے کے دودھ سے ہلکا سمجھ کر کبھی کبھی استعمال کرتے ہین لیکن عام طور پر گائے اور بھینس کا دودھ مستعمل ہے۔ مزے مین یہ دونو دودھ بکری کے دودھ سے بہتر اور باعتبار غذا کے زیادہ مقوی خیال کئے جاتے ہین۔ اور یہان یہ مانی ہوئی بات ہے۔ کہ دہنیت مین بکری کا دودھ اُن سے بہت کم ہے۔ مگر حال مین ڈاکٹر دوالکر صاحب نے بذریعہ تجربہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ بکری کے دودھ مین غذائیت زیادہ ہے۔ انہون نے ایک نمائش مین جہان عمدہ گائین اور بکریان موجود تہین۔ دونون کے دودھ کا امتحان کیا جس کے نتائج حسب ذیل تھے ؛

	گائے	بکری
پانی	۴۰،۸۷	۲۱،۰۸۲
مسکہ خالص	۴۳،۱۲	۳۰،۱۷
پنیر	۱۲،۱۳	۶۷،۱۲
شیرینی	۱۲،۱۵	۲۸،۱۵
مواد معدنی	۹۲،-	۳۷،۰۱۱

ان ہندسون کی معانی اگر الفاظ مین بیان کئے جاوین تو یہ کہنا قریب قریب درست ہے۔ کہ بکری کے دودھ کو ایک گلاس مین گائے کے دودھ کے اتنے ہی بڑے گلاس سے دگنی دہنیت یا غذائیت ہے۔ اگر یہ کیفیت عام طور پر معلوم ہو جائے۔ تو میرے خیال مین بکری کے دودھ کی گائے کے دودھ سے زیادہ قدر ہونے لگے۔ اور بکریون کے رکھنے اور پالنے اور ان کی نسل بڑہانے کی طرف زیادہ توجہ ہونے لگے۔ مگر صرف ایک ہی معمولی بکری کے دودھ مین نئی دریافت نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک عجیب ہی نئی تاثیر اور بھی بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی ہمیشہ اُس کا استعمال کرے۔ تو اغلب ہے۔ کہ وہ ٹیوبرکلوس یعنی مرض سل سے بچا رہے ؛ (نیر اصفی)

—— **خدا پرستون کے دو گروہ۔** دنیا مین خدا کے ماننے والون کے دو گروہ ہین۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ خدا کو اس بیوقوف مطلق العنان بادشاہ کی مانند تصور کرتا ہے۔ جو بیٹھے بٹھائے طبیعت کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ طرح طرح کے احکام نافذ کرتا رہتا ہو۔ ایک شخص کو کبھی ہاتھی بخشتا ہے۔ کبھی اُسی کو گدھے پر سوار کراتا ہے۔ یا تو خزانون کا منہ کھولے ہوئے رعایا کو مالا مال کر رہا ہے۔ یا دل مین یکایک جو ایک ولولہ اُٹھتا ہے۔ تو ہاتھ مین ظلم و جور کے تیر تفنگ لئے ہر سامنے آنیوالے کو نشانہ بنا رہا ہے۔ ان لوگون کے عقیدے کیمطابق تو کسی ایک واقعہ پر جو گذر رہا ہو۔ یا عنقریب ہونیوالا ہو رائے زنی کرنا یا اُسکے نشیب و فراز اور ممکن الوقوع نتائج کی جانچ پڑتال کرنا اس غرض سے کہ اپنے اغراض و مقاصد کی حفاظت مناسب طور پر ہو سکے۔ اگر گناہ کبیرہ نہین تو گمراہی ضرور ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو خدا کو خالق۔ مالک رازق تمام اوصاف سے موصوف سمجھتا ہے۔ جو پہلے گروہ کے نزدیک خدا کے ہین۔ مگر یہ خدا کو پل مین تولہ پل مین ماشہ نہین سمجھتا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک خدا کا ہر کام ایسے مستقل اور نہ پائیدار اصول پر ہوتا ہے۔ کہ اُسکی مثال سوائے اسکے اور کوئی کر نہیں سکتا۔ وہ کسی کام کو بلا وجہ نہیں کرتا اگرچہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ کسی کام کے کرنے سے پہلے اُسکے اسباب مہیا کرتا ہے۔ آگے اُن اسباب کے بھی اور سبب ہوتے ہین۔ اور پھر سبب کا مسبب الاسبات وہ خداوند عزّ وجل خود ہوتا ہے ؛

—— آریہ سماج کے ممبر اب اپنی غلطیوں پر خود ہی مطلع ہونے لگے ہین۔ چنانچہ اُنکے ایک اخبار مشکاری نے جو کہ امرتسر سے شایع ہوتا ہے۔ ۱۵؍ اگست ۱۹۰۴ء کے پرچہ مین ایک مضمون ایک صاحب ستیا رام صاحب ساکن انارکلی لاہور کیطرف سے شایع کیا ہے۔ جس مین وہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ آریہ صاحبان کی اندرونی حالت نہایت ردی ہے۔ وہ لکھتے ہین۔ ”آریہ سماج کا جو ممبر دوسرون پر نکتہ چینی کرتے ہین۔ ہوشیار۔ مذہبی مسائل پر بحث کرنے میں طاق اور لکچر اور اپدیش دینے مین ماہر ہے۔ وہ فی زمانہ آریہ سماج کا برگزیدہ ممبر سمجھا جاتا ہے باوجودیکہ اس کے اچار۔ بیوہار۔ خواہ اس کے اپنے کتھن کے بالکل برخلاف ہی کیون نہ ہو۔ اور اُس کی عملی زندگی خواہ کیسقدر ہی قابل نفرت کیون نہ پائی جاوے۔ اور اگر کہیں مذکورہ بالا ممبر سندھیا اور ہون بھی کرتا ہو۔ تو بس پھر خدا ہی حافظ۔ وہ تمام دیگر ممبران کو جو خواہ اچار بیوہار مین اس سے ہزار درجہ اچھے کیون نہ ہون۔ محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے گردن زدنی سمجھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو محض سندھیا ہون کرنے کی وجہ سے چال چلن مین خواہ پرلے درجہ کا چھوٹا فریبی پرتگیا ہانی کرنے والا وغیرہ وغیرہ بھی کیون نہ ہو۔ دیوتا سمجھتا اور ظاہر کرتا ہے“

پھر اس کے آگے چلکر راقم مضمون نے آریہ پتر کے حوالہ سے گوہر افشانی کی ہے۔

ہم ایسی بات کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ جسکو ہندو بھائی ماننے اور ہمارا ساتھ دینے کو تیار نہ ہون۔ ہم ایک جنم کے مسلمان کی شدہی کرکے دیگر ہزارون مفید کامون کو بگاڑنا نہیں چاہتے۔ اور ہم ایسے مورکھ نہیں۔ کہ جنم کی ذات پات کی قید کو بلا رضامندی ہندون کے اسی وقت توڑ کر ایک علیحدہ فرقہ بن جائیں۔ غرضیکہ ہندو کمیونٹی کے روکے ساتھ ہی آریہ سماج کو چلنے مین خریت ہے ورنہ خریت نہین۔

تاہم ہمارے نزدیک بہت ہی غنیمت ہوگا۔ اگر وہ اب بھی گندہ دہانی اور فحش کلامی اور مذاہب کے بزرگان دین کی توہین کا پیشہ ترک کر دین۔

تفسیر القرآن کی نسبت بعض احباب کی رائے صفحہ پر درج ہے ؛

اسکی نسبت میری یہ رائے ہے۔ کہ مصنف تفسیر کو چاہئے جیسے کہ صاحب مراسلہ نے بھی تجویز کیا ہے۔ کہ جسقدر اغلاط ظاہری اور معنوی تفسیر مین رہ گئی ہین۔ اُنکی تصحیح الگ شایع کرکے ان احباب کیخدمت میں جنہون نے اسے آجتک خریدا ہے۔ بذریعہ اشتہار کے مفت پہنچائی جاوے۔ اور آیندہ بطور ضمیمہ کے تفسیر کے ساتھ اسکی جزو قرار دی جاوے اس مراسلہ کے پہنچنے سے پیشتر ہی اُسکی غلطیون پر آگاہ ہوکر مینے اسی قسم کے مضمون کا ایک خط مصنف کو لکہا تہا۔ لیکن نہ معلوم کہ کن وجوہات پر انہون نے جواب دینا پسند نکیا۔ اس مراسلہ کی رسید پر بہی میں اسکی اشاعت کی نسبت بہت پس و پیش مین تہا۔ بلکہ مین نے اسکی اطلاع بہی مصنف کو دی۔ لیکن ایک معقول انتظار کے بعد جب صدا برنخاست کا معاملہ ہوا۔ اور صاحب اسلوائے اصحاب نے مناسب جانا کہ احمدی بھائی کو اغلاط سے مطلع کر دیا جاوے۔ اسلئے اس مراسلہ کی اشاعت ضروری سمجھی گئی۔

قران کریم کے ترجمہ کی ضرورت تو واقعی ہے اور جب ضرورت واقعی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی سامان بہی اُس کا کر دیگا۔

طلبگار بادیہ صبور دحول